Open Access
Received 05 March2021 Accepted26 March 2021
ISSN E: 2790-7694, ISSN P: 2790-7686
http://www.al-asr.pk

خوشی وغمی کی مروّجہ رسومات اور ان کی معاشرتی اہمیت وافادیت

[تعلیمات اسلام کی روشنی میں اطلاقی مطالعہ]

Common Rituals of Happiness and Sorrow and Their Social Significance and Usefulness

Hafiz GhulamYaseen
M. Phil, Department of Islamic Studies, The University of Lahore
Hafizghulamyaseen4541@gmail.com

Dr. Muhammad Sarwar
Assistant Professor
University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore
sarwarsiddique@uvas.edu.pk

Irfan Ja'far
Lecturer, Department of Islamic Studies, The University of Lahore
i.z03035040887@gmail.com

ABSTRACT

Today we want to lay the foundation of a strange religious society in which there are no customs. Every religious person has the idea that rituals and customs are no less than a grave sin. Islam is not against customs and traditions. However, Islam prefers customs and traditions, which have an aspect of welfare of the society. And those customs and traditions which cause oppression and corruption in the society, then Islam imposes restrictions on them. Rituals are as important to a healthy society as sports to a healthy body. A society without rituals and customs is a society of the sick. Rituals and customs symbolize social life and reflect the collective aspects of civilization. These rituals and customs are of great importance in the individual and social life of every nation. Rituals and customs have flourished. Wasteful customs and traditions have created such a complex and heavy problem that a common man lives under this

economic burden all his life after dealing with it. Islam is a complete code of life. Which gives perfect guidance to the people of Islam in their beliefs and worships, happiness and sorrow and private and social life. Therefore, it was necessary to take guidance from Shariah in every matter. The importance and usefulness of the rituals of happiness and sorrow prevalent in our society will be highlighted below in the light of Qur'an, Sunnah, and Islamic teachings.

Keywords: Traditions, happiness, sorrow, Islāmīc teachings, civilization

آج ہم ایک عجیب مذہبی معاشرے کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں کہ جس میں کوئی رسم ورواج نہ ہو۔ ہر مذہبی شخص کے ذہن میں یہ تصور بٹھادیا گیا ہے کہ رسم ورواج گویا کبیرہ گناہ سے کم نہیں ہے۔ اسلام رسم ورواج کے خلاف نہیں ہے البتہ اسلام اسی رسم ورواج کو پسند کرتا ہے کہ جس میں معاشرے کی فلاح وبہبود کا پہلو ہو۔ اور جو رسوم ورواج معاشرے میں ظلم اور بگاڑ کا باعث بنتے ہوں تو اسلام ان پر قدغن لگاتا ہے۔ ایک صحت مند معاشرے کے لیے رسم ورواج اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ صحت مند جسم کے لیے کھیل۔ رسم ورواج کے بغیر تو معاشرہ، بیماروں کا معاشرہ ہے۔

معاشرہ میں رسم ورواج کا پیدا ہونا یا ختم ہونا، یہ اسلام کا موضوع نہیں ہے۔ جہاں معاشرت ہو گی، انسان مل جل کر رہیں گے، وہاں رسم ورواج پیدا ہو گا، یہ لازمی امر ہے کہ یہ انسان ہیں، اپنے جذبات کا اظہار چاہتے ہیں اور وہ رسم ورواج کے بغیر نامکمل ہے۔ اسلام کا موضوع یہ ہے کہکوئی رسم اسلامی اقدار کے منافی نہ ہو، دین کے مقاصد کے خلاف نہ ہو، اس سے معاشرے میں ظلم اور بگاڑ پیدا نہ ہو رہا ہو، اسے دین نہ بنا لیا جائے، اسے فرض اور قانون کا درجہ نہ دے دیا جائے، اور اس میں اسراف اور فضول خرچی نہ ہو۔ اور رسم ورواج میں انہی پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی اصلاح دین میں مطلوب ہے نہ کہ رسوم ورواج کو ختم کرنے کی تحریکیں چلانا۔ اگر کوئی شخص رسم ورواج کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ دراصل انسانی جذبات اور احساسات کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔ آپ ایک رسم ختم کریں گے، دوسری اس کی جگہ لے لی گی کیونکہ رسوم ورواج کا تعلق انسان کے جذبات اور تعلقات سے ہے۔ اور جب تک انسانی جذبات اور تعلقات قائم رہیں گے، یہ رسم ورواج پیدا ہوتے رہے گے لہذا اسلام کا مقصود رسوم ورواج کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ ان کی اصلاح ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دور جاہلیت کی اکثر رسوم کی اصلاح کی نہ کہ سب رسموں کو بالکل ہی ختم کر دیا۔ البتہ جو ظالمانہ رسوم ورواج تھے تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم کیا۔ یہ اہم نکتہ ہے کہ جسے اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور مروجہ رسوم ورواج کی بھرمار یہ ایک غیر متوازن رویہ ہے لہذا یہ بھی ناپسندیدہ امر ہے کہ ہر وقت کھیل تماشے میں ہی

لگے رہو۔ اسلام میں جو رسم ورواج پیدا ہو گئے ہیں اسلام ان کی اصلاح کا تقاضا نہیں کرتا ہے بلکہ جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کو پسند کرتا ہے۔

رسومات کی معاشرتی اہمیت

دین اسلام ایک مکمل ضابطہء حیات ہے۔ جو اہل اسلام کی اعتقادات وعبادات، خوشی و غمی اور نجی ومعاشرتی زندگی میں کامل رہنمائی کرتا ہے۔اس لئے چاہیے تو یہ تھا کہ ہر معاملہ میں شریعت سے رہنمائی لی جاتی۔ لیکن خوشی اور غم خاص طور پر دو ایسی چیزیں ہیں جن میں شریعت اسلامیہ کی حدود و قیود اور اسوہء رسول ﷺ کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔اور ان دو معاملات میں لوگ حد سے زیادہ افراط کا شکار ہیں۔ خوشی و فرحت کے لمحات کو تہذیب و ثقافت اور نجی معاملات کا نام دے کر حیا باختہ، بے ہودہ اور شریعت سے متصادم ایسے افعال سرانجام دیے جاتے ہیں جن کی کسی مسلمان سے امید نہیں کی جا سکتی۔ خوشی اور غم کی کیفیت میں بھی مسلمان کا معاملہ کفار و مشرکین اور بے دین لوگوں سے یکسر مختلف ہے۔ یہ شریعت کا پابند اور اسلامی روایات کا امین ہے۔ چونکہ عیدالفطر اور عیدالضحیٰ اہل اسلام کے دینی تہوار اور خوشی کے دن ہیں۔ تو خوشی کے ان پر مسرت لمحات میں شریعت کی پابندی ملحوظ رکھی جائے اور ان ایام میں شریعت کے احکام اور سنت نبوی ﷺ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر مسرت لمحات سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ رضائے الٰہی کو ملحوظ رکھا جائے۔ انہیں چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے۔اس میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ عیدین کے متعلقہ تمام مسائل کا احاطہ ہو جائے۔

یہودی، مسیحی اور مسلمان دنیا میں موجود تین ایسے ادیان ہیں جو الہامی ادیان ہونے کا درجہ رکھتے ہیں اور اور یہ ایک ہی الہ کے ماننے والے ہیں اور دین ابراہیم کو ہی حقیقی جانتے ہیں، تہوار ہر دین کا ایک جزو لاینفک ہے۔ غمی یا خوشی کو تہوار کی صورت میں منانا،اس میں اجتماعیت کی روح پھونکنا اور اس موقع پر اپنے اپنے الہ کو یاد کرنے کا درس ہر دین کی تعلیمات میں ملتا ہے۔روزانہ کی بنیاد پر،ہفتہ بھر کی بنیاد پر،ایک ماہ بعد یا پھر سال کے سال مختلف تہواروں کے انعقاد کا مقصد انسانوں کے درمیان فاصلوں کو مٹانا اور انسانوں کو انسانوں کے قریب لانا بھی ہے۔ان تہواروں کے بہانے اپنے، پرائے، قریبی اور دور پار کے تعلق دار کسی ایک جگہ پر مل بیٹھتے ہیں، دکھ درد اور غمی خوشی کا اشتراک کرتے ہیں، گزشتہ احوال سے باہم آگاہی حاصل کرتے ہیں،اس دنیا سے گزرے ہوئے لوگوں کی یادیں تازہ کرتے ہیں، دوریوں کے زخم قربتوں کی مرہم سے مندمل ہونے لگتے ہیں، تحائف کا لین دین اور آنے والی نسلوں کے بندھن بھی بعض اوقات انہیں تہواروں کے مرہون منت ہوا کرتے ہیں۔ تہوار ختم ہونے پر لمبی جدائیاں پھر دوریاں لے آتی ہیں اور تعلق جب ڈھیلے پڑنے لگتے ہیں، فاصلے طویل تر ہونے لگ جاتے ہیں اور گزشتہ دنوں کی یادیں اذہان سے محو ہونے کے قریب ہوتی

ہیں تو ادیان کا تناور و قد آور درخت ایک بار پھر تاسیس تعلقات کا حسین فریضہ نبھانے کے لیے اپنے سائے میں بنی آدم کو سمیٹ لاتا ہے اور ٹھنڈی چھاؤں میں انسانیت پھر آسودہ حال ہونے لگتی ہے۔ یہ سب سلسلہ نبوت کی فیوض و برکات ہیں جن کا افادہ ان لوگوں تک بھی پہنچتا ہے جو اس مقدس و محترم سلسلے کے منکرین میں سے ہیں یا پھر بدترین دشمنان ہی ہیں۔ تین آفاقی دین یہودیت، مسیحیت اور اسلام میں سب سے قدیم ترین دین "یہودیت" ہے۔ یہ ایک خاندانی و قبائلی دین ہے۔اس دین کی تاسیس حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہوتی ہے۔اس بزرگ ہستی کو اللہ تعالی کی طرف سے "اسرائیل (اللہ تعالی کا بندہ)" کا لقب ملا تھا۔

دنیا کا ہر فرد کئی قسم کے تہوار مناتا ہے۔ مذہبی تہوار جو کسی بھی مذہب کے ماننے والے جہاں بھی ہوں مناتے ہیں۔ علاقائی تہوار جو مخصوص علاقوں تک محدود ہوتے ہیں۔اس طرح موسموں کے آنے جانے اور سال کے بدلنے پر بھی ہر کوئی اپنے اپنے طریقے سے خوش ہوتا۔ کچھ تہواروں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ علاقوں سے ہوتے ہوئے دنیا میں مقبول ہو جاتے ہیں، کچھ عقیدت کی وجہ سے مذہب کا حصہ نہ ہوتے ہوئے بھی مذہب کا اہم حصہ سمجھے جاتے ہیں۔ عیسائیوں کے تہوار کرسمس کو عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں مناتے ہیں اور مذہبی جوش و جذبے سے مناتے ہیں۔ شروع میں یہ تہوار اتنے جوش و خروش سے نہیں منایا جاتا تھا، مگر جب عیسائیت کے شروع ہونے کے چند سو سال بعد عیسائیت بہت سے ممالک کا سرکاری مذہب بن گیا تو اس تہوار نے بھی سرکاری سرپرستی میں پھلنا پھولنا شروع کر دیا۔اس تہوار پر عیسائی ایک دوسرے کو مبارک باد اور تحفے تحائف دیتے ہیں۔

رسم و رواج سماجی زندگی کی علامت ہوا کرتے ہیں اور تہذیب کے اجتماعی پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہیں۔ ہر قوم کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں ان رسوم و رواج کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ شادی کی تقریبات مختلف رسوم اور رواج ہمارے معاشرے میں لوگوں کو خوشیاں بہم پہنچانے والے لوازمات کی اب بھی شدید کمی محسوس ہوتی ہے۔ پاکستان میں مذہب اور معاشرت کے نام پر فضول رسم و رواج فروغ پا چکے ہیں۔ فضول رسم و رواج نے ایسا پیچیدہ و گراں مسئلہ بنا دیا ہے کہ ایک عام آدمی اس سے نبٹنے کے بعد ساری زندگی اس معاشی بوجھ تلے رہتا ہے۔

ذیل میں ہمارے معاشرے میں مروجہ خوشی و غمی کی رسومات کی اہمیت و افادیت کو قرآن و سنت اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اجاگر کیا جائے گا۔

خالق و مالک کو یاد کرنے کا سبب

ان خوشی و غمی کی رسومات کا سب سے اہم عنصر یہ ہے ان مواقع پر بندہ اپنے خالق و مالک کو یاد کرتا ہے۔ اس کے سامنے سربسجود ہوتا ہے۔ اس کی راہ میں قربانی کرتا ہے، صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ اگر کوئی غم پہنچے تو اس سورت میں

اس کی رضا پر راضی رہتا ہے اور اس کا خوشحالی و تنگ دستی میں شکر بجالاتا ہے۔ یہ تعلیمات نا صرف اسلام بلکہ الہامی ادیان میں بھی پائی جاتی ہیں۔

یہودیت کی تعلیمات میں ہے کہ :

"جب تم خداوند کا شکرانے کا ذبیحہ قربانی کرو تو اس طرح قربانی کرنا کہ تم مقبول ٹھہرو"[(1)]

صدقہ وخیرات کی تعلیمات سے بندہ اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔اس کے لئے تمام ادیان میں تہوار ایسے جو رب کی بارگاہ میں قربانی کے ذریعے رب کا قرب حاصل کرنے سبب ہیں۔ مسحیت میں صدقہ وخیرات کے بارے میں ہے کہ ایک شخص حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے نیک استاد میں کون سا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں، آپ علیہ السلام نے جواب دیا ! "اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا کر سب کچھ جو تیرا ہے اسے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا تب تو آکر میرے پیچھے ہولے"[((2))]

اسلام میں بھی خوشی کے ملنے پر اس خوشی کا اظہار کرنے حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ اس خوشی کے ذریعے سے اپنے رب کی یاد میں مشغول ہو جائے اور اس کا فوراً خیال اللہ رب العزت کی عطاء کی طرف مبذول کہ یہ نعمت مجھے اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ارشاد ربانی ہے :

﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾[(3)]

باہمی محبت والفت کا رشتہ استوار ہونا

ان خوشی و غمی کی رسومات کی معاشرتی اہمیت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے باہمی محبت والفت کا رشتہ استوار ہو جاتا ہے۔ پھر ایک دوسرے کی خوشی و غمی شریک ہوتے ہیں۔خوشی و غمی کے تہوار یہ لوگوں میں محبت کا رشتہ مزید مضبوط کر دیتے ہیں۔ مثلاً خوشی یا رسم شادی، بیاہ وغیر ان میں ایک خاندان سے تعلق رکھنے والے والے تمام افراد ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں اور مع ہو جاتے ہیں، باہم سیر شکر ہوتے ہیں، ان کے ذریعے سے ایک دوسرہیں، اور جو رشتہ دار سال ہا سال سے نہیں ملے ہوتے ہیں سے کر اظہار محبت کے جذبات جنم لیتے ہیں۔ اسی طرح دیگر رسومات ہیں جن میں ایک معاشرے یا خاندان کے افراد جب ملتے ہیں تو ان کے درمیان محبت والفت کا رشتہ پہلے سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو جاتا ہے۔

---

(1) کتاب مقدس عہد نامہ قدیم، احبار، بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔۲۹:۲۲

(2) کتاب مقدس عہد نامہ جدید، متی، بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔۱۸:۲

(3) الضحیٰ 93:11

الہامی ادیان میں عید کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنی انسانی تاریخ۔ تاریخ کا کوئی دور ایسا نہیں جو عید کے تصور سے آشنا نہ ہو، قدیم تاریخی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمدن دنیا کے آغاز کے ساتھ ہی عید کا بھی آغاز ہو گیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ جس روز حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اس روز دنیا میں پہلی بار عید منائی گئی تھی۔ دوسری بار عید اس وقت منائی گئی تھی جس روز ہابیل اور قابیل کی جنگ کا خاتمہ ہوا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم نے اس روز عید منائی تھی، جس روز آپ یعنی حضرت ابراہیمؑ پر نمرود کی آگ گلزار ہوئی تھی۔ حضرت یونسؑ کی امت اس روز عید مناتی ہے، جس روز حضرت یونسؑ کو مچھلی کی قید سے رہائی ملی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم اس روز عید مناتی ہے، جس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم سے نجات دلائی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کی امت آج تک اس یوم سعید کو عید مناتی ہے۔ جس روز حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی۔ دنیا کی تقریباً سبھی قوموں میں تہوار منانے کا رواج ہے اور ہر مذہب کے لوگ اپنی روایت کے مطابق تہوار مناتے ہیں۔ اور یہ تہوار ان کے درمیان محبت و الفت کا پیغام سموئے ہوئے ہوتے ہیں۔

نکاح اور حسن معاشرت

مرد و عورت نکاح کے ذریعے دائمی رفاقت کا عہد کر کے زندگی کا ایک نیا سفر شروع کرتے ہیں۔ اس لئے اس سفر میں انہیں ایک ودسرے کی مدد اور تعاون اور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن و حدیث میں انہیں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور خوش اسلوبی سے گزبسر کرنے کی تاکید گئی ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے۔ :

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْراً كَثِيراً﴾ (4)

"اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو پھر اگر تمھیں وہ ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے"

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خيركم خيركم لأهلهوأنا خيركملأهلي. (5)

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہے اور میں تم میں سے سب سے بہتر ہوں"

---

(4) النساء ۱۹:۴

(5) ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ السنن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، رقم الحدیث: ۳۸۹۵

نکاح اور اخوت

قدرت نے ازدواج کو نہ صرف تولد و تناسل اور انساب کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے بلکہ اس تعلق سے جو اتحاد واتفاق اور الفت محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ لڑکے اور لڑکی ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوتے ہیں۔ لیکن جب نکاح کا رشتہ قائم ہوتا ہے تو نا صرف لڑکا اور کرکی میں بلکہ پورے خاندان قبیلے میں اجنبیت ختم ہو کر ان کے دلوں میں محبت اور الفت و محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ان کا یہ محبت وانس جزؤوقتی نہیں بلکہ دائمی ہوتا ہے۔

اخلاقیات کو فروغ

ان مروجہ خوشی و غمی کی رسومات سے انسانی اخلاقیات کو فروغ ملتا ہے۔ اور اخلاقیات سے مراد زندگی کی وہ قدریں اور معنوی زریں اصول جن پر انسان کی عمومی اور اجتماعی زندگی کا دار و مدار ہوتا ہے، مثلاً سچ، بھائی چار گیعفو در گزر، عدل وانصاف، احسان اور صبر و استقلال وغیرہ۔ ان کو اسلام میں فضائل اخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان رسومات سے معاشرے میں ان اخلاقیات کو بہت زیادہ فروغ ملتا ہے۔ اور یہی اخلاقیات خوشی کے موقع پر بہت زیادہ خوشی کا باعث بن جاتی ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''قال إذا سرتکحسنتك،وساءتکسيئتك فأنت مومن''(6)

''جب نیکی تجھے خوشی دے اور برائی تجھے بری لگے تو مومن ہے''

نیکی، شرافت، خدمت خلق، خوش اخلاقی، خوش مزاجی اور دیانت داری ،انصاف پروری اور صبر و تحمل وغیرہ۔ کے وہ کام جن کے پیچھے صرف اور صرف نیکی کا جذبہ اور اللہ تعالیٰ کی خوشی ہو وہ اخلاقیات ہیں۔ ان رسومات میں ہمیں انہیں اخلاقیات کا سبق ملتا ہے۔

ابایاہ نے درج اپنی بہترین نصیحت کو اخلاقیات کے بارے میں پیش کیا ہے:

''اسے خوش اخلاق بھی ہونا چاہیے اور سب لوگوں کے درمیان شفیق باتوں کو سرانجام دینا چاہیے اس طرح کہ وہ خود بھی اپنے کاموں سے خدا اور اس کی مخلوق کی محبت حاصل کرے۔''(7)

عیسائیت میں اخلاقیات کے بارے میں ہے:

---

(6) حاکم نیشاپوری، عبداللہ بن حاکم، مستدرک حاکم، کتاب الایمان، رقم الحدیث ۳۳۔

(7) تالمود، ص ۱۵۳

"مبارک ہیں، جو دل کے قریب ہیں جو حلم ہیں، راست بازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں جو رحمدل ہیں جو پاک دل ہیں، جو صلح کراتے ہیں جو راست بازی کے سبب ستائے گئے"(8)

بھائی چارگی

یہ خوشی و غمی کی رسومات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ہمیں بھائی چارگی کا درس ملتا ہے۔ کہ جب یہ رسومات آتی ہیں تو لوگوں میں رشتہ اخوت پیوست ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی معاشرے کا فرد مصیبت میں مبتلاء ہے یا اس پر کوئی پریشانی آن پڑی ہے تو الہامی ادیان اور بالخصوص اسلام میں یہی تعلیمات ملتی ہیں کہ تم اپنے ہر بھائی کی خوشی و غمی میں شریک ہو جاو، اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بطور استشہاد پیش خدمت ہے کہ:

"ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابن عمرؓ کو دائیں بائیں منہ پھیرتے ہوئے دیکھا تو وجہ دریافت کی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں ایک آدمی کو بھائی بنایا تھا اسے تلاش کر رہا ہو، مگر وہ نظر نہیں آ رہا ہے، اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! جب تم کسی کو بھائی بناو تو اس کا اور اس کے باپ اور اس کے گھر کا پتہ معلوم کر لیا کرو، اگر وہ بیمار ہے تو عیادت کرو اور اگر کام میں مشغول ہو تو اس کی مدد کرو"

یہ بھائی چارگی ہمیں ان اہم امور کا درس دیتی ہے کہ جو ذیل میں پیش خدمت ہیں:

مخلصانہ محبت و صحبت

حضرت سعد بن العاصؓ فرماتے ہیں میرے ہم نشین کے مجھ پر تین حقوق ہیں:

- جب وہ قریب آئے تو میں اس کا خیر مقدم کروں۔
- بات کرے تو اس کی طرف متوجہ رہوں۔
- جب بیٹھے تو میں اس اس کے لئے اچھی جگی کی گنجائش رکھو۔

عدل وانصاف

عدل و انصاف ایک ایسی چیز ہے جس نے دنیا کے نظام کو قائم کر رکھا ہے، اگر یہ اٹھ جائے تو کارخانہ عالم درہم برہم ہو جائے۔ تمام ادیان بالخصوص اسلام عدل و انصاف کا سب سے بڑا حامی ہے، جس کے نزدیک دوستی و دشمنی، رنگ و نسل، رشتہ داری و اجنبیت، امارت و غربت، دین و مذہب عدل و انصاف کی راہ میں حائل نہیں ارشاد ربانی ہے:

---

(8) کتاب مقدس عہد نامہ جدید، متی، ۴۳:۱۳ بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

﴿فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾(9)

"اور انصاف ملحوظ رکھو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"

رشتہ اخوت میں بھی عدل و انصاف کی اہمیت عیاں ہے، کیونکہ یہ رشتہ اس وقت تک مضبوط و مستحکم نہیں ہو سکتا جب تک اس کی استواری میں عدل و انصاف کی فضاء کو پیدا نہ کیا جائے۔

وفاداری و ہمدردی

تعلق اخوت و بھائی چارگی کے استحکام کے لئے وفاداری شرط اولین ہے۔ اس کے برعکس دھوکہ دہی اس رشتہ کے تقدس کو پامال کر کے رکھ دیتا ہے۔ کیونکہ وفاداری ہی ایک ایسی چارد ہے جس کے باعث اخوت و محبت کو طمانیت نصیب ہوتی ہے۔ اہل دل جب کسی کے ساتھ رشتہ اخوت کی بناء پر دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ تو پھر وفاداری کرتے ہیں اور جدا ہونے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس کے مقصد کو اپنے مقاصد پر مقدم رکھتا ہے۔ یہ تمام خصائص اس رشتہ اخوت پر قائم ہیں۔

باہمی تعاون

خوشی و غمی کی رسومات جو ایک اہم معاشرتی پیغام دیتی ہیں وہ یہ کہ معاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ ہر وقت اور بالخصوص ان مواقع پر باہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ اور یہ درس ہمیں تمام ادیان میں ملتا ہے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں سے فرمایا:

﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلا تَعَاوَنُوا عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(10)

"اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کرو"

اس آیت کریمہ میں بلا تمیز مذہب و ملت ہر انسان کے ساتھ نیک کاموں میں تعاون کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ لہذا بھوکے کو کھانا کھلانا، ننگے کو لباس مہیا کرنا اور مریضوں کی جان بچانے کی پوری کوشش کرنا، یہ انسان کی زندگی کا وطیرہ ہونا چاہیے۔ اور اس طرح کا تعاون کرنے کا ہمیں خوشی و دکھ کے مواقع پر ملتا ہے۔

---

(9) الحجرات 49:۹

(10) المائدہ 5:۲

احسان

ان رسومات سے ایک اہم اخلاقی منزل احسان کو بھی بہت زیادہ فروغ ملتا ہے۔ جو ایک انسان سے اپنے دین کے لئے والہانہ محبت کا تقاضا کرتا ہے۔ایسی محبت جس میں ایک انسان اپنا تن، من، دھن قربان کرکے بھی یہ سمجھتا ہے کہ اس سے بندگی رب کا حق ادا نہیں ہوا، وہ صرف فرائض کی بجاآوری نہیں کرتا بلکہ اس بڑھ کر وہ اپنے مال سے زیادہ سے زییادہ حاجتمندوں کی ضرورت کا سامان مہیا کرتا ہے ،اوراس کی خوبی یہ ہوتی کہ وہ نیکی اوراصل خوشی کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔ اور ان مواقع خوشی و غمی پر باہم ایک دوسرے کی مالی مدد کرکے اس کے دکھ اور سکھ میں شریک ہونا بھی احسان ہے۔ اور احسان کرنے والوں کو رب بہت زیادہ پسند فرماتا ہے۔

عفوودرگزر

ان رسومات کی ایک معاشرتی اہمیت یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعے سے ہمیں عفو در گزر کرنے کا درس ملتا ہے۔ کیونکہ عفوودر گزر معاشرے کے امن واستحکام کا ضامن ہے۔ ایسی صورت میں جب کوئی کسی سے کسی غلطی کی وجہ سے ناراض ہو، یا کسی نے کسی پر زیادتی کی ہو تو جب خوشی و غم کے مواقع آتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کی خطائیں بھلا کر باہم بغل گیر ہو جاتے ہیں۔ مثلا معاشرہ میں جب شادی بیاہ، اور دیگر خوشی و والی تقریبات وقوع پذیر ہوتی ہیں تو ناراض افراد کو منایا جاتا ہے ان سے اس ناراضگی والی غلطی کی معافی طلب کی جاتی ہے تو دوسرا شخص معاف کرکے اس کی خوشیوں میں شریک ہو جاتا ہے۔ اور جب کسی پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں تو تمام احباب اس کے غم میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اور عفو در گزر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تلقین فرمائی اور نبی کریم علیہ السلام خود بھی معاف کر دینے والے شکص کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''ماتعدون الصرعة فيكم قالوا الذى لا يصرعه الرجال قال ولكنهالذي يملك نفسه عند الغضب،،(11)

''پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو رکھے''

(11)احمد بن حنبل،امام،مسند احمد بن حنبل،دار العلم،بیروت، سن اشاعت ۲۰۱۴ء،رقم الحدیث: ۳۸۲۱۔

مصیبت سے بچانا

یہ خوشی و غمی کی رسومات کی ایک معاشرتی اہمیت یہ ہے کہ وہ مصیبت زدہ انسان کی مصیبت و تکلیف کو دور کرنے کا درس دیتی ہیں۔ اگر کوئی انسان مصیبت میں مبتلا ہو تو اسے اس آفت و مصیبت سے چھٹکارا دلانا چاہیے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"من كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته"(12)

"جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کر دیتا ہے۔"

صبر و تحمل اور رواداری

جب کسی انسان پر کوئی غم اور پریشانی کا بادل اُمڈتا ہے تو وہ صبر و تحمل سے کام لیتا ہے، اس کو اسلام اور دیگر ادیان نے ایک اہم خوبی شمار کیا ہے۔ اسلام نے صبر و تحمل اور رواداری پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ اور تمام انبیاء کرام نے اس کا درس دیا ہے۔ اسلام ایک انسانیت کا دین ہے لہذا وہ انسانی معاشرے کے اندر تمام انسانوں کو اجتماعیت میں پرونا چاہتا ہے۔ اور اس تناظر میں اجتماعی عدل کو اسلام کی روح قرار دیا ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کے اندر صبر و برداشت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ قرآن حکیم نے اپنے پیروکاروں کے سب سے پہلے ان مواقع غم کی وجہ سے صبر و برداشت، رواداری اور بلند حوصلہ کے حوالے سے تربیت کرتا ہے۔ تاکہ وہ آپس میں متحد اور بھائی چارے کی فضا میں رہ کر اس خلق کو اپنے اندر اتنی وسعت دیں، تاکہ آگے چل کر پورے معاشرے میں بھائی چارے کی فضاء قائم ہو سکے۔ اور صبر و تحمل اسلامی تعلیمات کا امتیازی پہلو ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾(13)

"اور البتہ جس نے برداشت کیا اور معاف کیا تو بے شک یہ ہمت کے کام ہیں"

درس تکریم انسانیت

تمام ادیان عالم بالخصوص اسلام کے نزدیک ہر انسان تحریم و تکریم کا مستحق ہے ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾(14)

---

(12) مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۹۱۱۳۔

(13) الشوریٰ ۴۳:42

"ہم نے آدم علیہ السلام کے بیٹوں کو عزت کے قابل بنایا"

دوسری جگہ بیان ہوا ہے۔﴿وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾(15)

"اس نے تم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی"

فضیلت و تکریم کی یہ انتہاء ہے کہ انسان کو مسجود ملائکہ بنایا، جب ہم خوشی و مسرت کے موقع پر ان رسومات کا جائزہ لیں، تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب کسی انسان کو خوشی پہنچتی ہے تو وہ اپنے معاشرے کے دیگر لوگوں کے ساتھ اپنی خوشی کو بانٹ رہا ہوتا ہے مثلاً کبھی کسی کو کھانا کھلا کر، کسی کے ساتھ معالی تعاون کر کے، کسی کی مدد کر کے وغیرہ۔اور اسی طرح جب کسی انسان کو دکھ یا تکلیف کا سامنا کرنا پڑھتا ہے تو معاشرہ کی دیگر اشخاص اور اس کے اپنے قریبی رشتہ دار اس کے ہر قسم میں شریک ہوتے ہیں۔ اس طرح کے دکھ بھرے ماحول میں اس کا ساتھ نہیں چھوڑتے ہیں۔ بلکہ اس کی ہر قسم کی مدد کرتے ہیں۔ جب ہم ان خوشی و غمی کی رسومات کو سامنے رک کر احترام انسانیت کا جائزہ لیں گے تو ادیان عالم کا دیا ہوا درس انسانیت سامنے آجاتا ہے کہ وہ مصیبت زدہ انسان کی تمام تر ضروریات کو پورا کرنے کے لئے انسانوں کو اس بات کی طرف ترغیب دیتا ہے کہ اس کی مالی اعانت کی جائے تاکہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے کیونکہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا تکریم انسانیت کے منافی ہے۔

یہودیت کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی تعلیمات میں تکریم انسانیت پر زور دیا گیا ہے کہ آتا ہے کہ یہ احکام عشرہ سادہ تھے۔ اور ان پر عمل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ خدا کی وحدانیت کو قائم کیا جائے اور ایسے معاشرے کی تشکیل دی جائے جس میں انسان کی عزر اور پروسی کے حقوق کی حفاظت ہوتی ہو۔(16)

قیام امن

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ امن قائم کرنے کی ضامن ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ انسانیت کو بردباری اور امن وسکون کا شاندار طریقہ عطا فرمایا۔اور اس پیغام کو عملی جامہ پہنایا۔ غیر مسلموں کے ساتھ جس رواداری، قلب کشادگی، مساوات اور حسن اخلاق کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ کائنات کا کوئی دین، دنیا عالم کی کوئی قوم اور کوئی دینی پیشوا اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔اور اسلام جہاں دوسرے ادیان کی تہذیب و معاشرت کی قدر کرتا ہے اور انہیں ان کی تہذیب و معاشرت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی ہر ممکن آزادی مہیا کرتا ہے، وہاں وہ ان کی خوشی و غمی کی

(14) بنی اسرائیل ۷۰:۱۷

(15) الاعراف ۱۴۰:۷

(16) جے سموئیل، عہد نامہ عتیق کا تاریخی سفر، خاطر پرنٹرز، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۱۵،

رسومات کی ادائیگی میں کسی قسم کی رکاوٹ حائل نہیں کرتا ہے۔ ان خوشی و غمی کی مروجہ رسومات کی معاشرتی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان خوشی و غمی کی رسومات میں قیام امن کے درس کو فروغ دیا جاتا ہے۔

خوشی وغمی کے رسم ورواج معاشرے کی ضرورت

آج کے دور کی ایجادات نے اس معاشرہ کو ذہنی تناؤ اور نفسیاتی مریض بنا دیا ہے۔ جدید ایجادات نے انسانی زندگی کو غم دکھ عدم تحفظ اور پریشانی کا احساس دے کر خوشیاں صلب کر لی ہیں۔ بہت سے لوگ موجودہ حالات اور طرز زندگی کے روز و شب سے خوش نہیں۔ حالانکہ جدید ایجادات اور سہولیات سے نہ صرف بہتر علاج کی سہولیات میسر ہو رہی ہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں آسانیوں اور آساءشوں کی فراوانی ہے۔ موجودہ دور میں انسان کے پاس زندگی گزارنے کے لیے پہلے سے کہیں بہتر سہولیات ہیں جو ایک رحمت سے کم نہیں لیکن اسکے باواجود ہم خوشی کی لذت سے محروم ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے آباؤاجداد حقیقی خوشی کی نعمتوں سے مالامال تھے۔ ہم جب ناخوش یا غمگیں ہوتے ہیں تو اسکا گہرا اثر ہماری زندگیوں اور آپس کے رابطوں پر پڑتا ہے۔ کچھ غم وقتی ہوتے ہیں مثلا کاروبار میں گھاٹا۔ کسی عزیز کی موت اور بے جا تنقید وغیرہ۔ اسکے علاوہ بہت سے دکھ مستقل ہوتے ہیں۔ ان میں سے چند ایسے ہوتے ہیں جن کا حل نہیں ہوتا۔ اور کچھ غم ان خواہشات کے بھی ہوتے ہیں جو پوری نہیں ہو سکتیں۔ خوشیاں ہماری زندگیوں کے لیے نہ صرف اچھی ہیں بلکہ ان کی بہت ضرورت اور اہمیت بھی ہے۔ خوش رہنے والے انسانوں کی قوت مدافعت اور قوت ارادی بہت زیادہ مضبوط ہوتی ہیں۔ اور اسطرح کے انسان بہت لمبی عمر گزارتے ہیں۔ خوشیاں انسانوں کے قلوب و اذہان میں وسعت پیدا کرتی ہیں۔ اور اطمینانیت کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ اور تکلیفوں کو آسانی سے گزارنے کا حوصلہ دیتی ہیں۔ لوگوں سے اپنے تعلقات میں عمدگی لانے کا ذریعہ بنتی ہیں۔

جب کہ غمی اور ناخوشی ہمارے جذبوں اور صلاحیتوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ انسانوں کے اندر لمبی زندگی گزارنے کی خواہشات کو ختم کر دیتی ہیں۔ جب پوچھا جاتا ہے کہ خوشی کیا ہے ؟اور خوشی کیسے حاصل ہوتی ہے ؟ کیا خود بخود انسان کے لیے خوش رہنا ممکن ہے ؟ حقیقت میں خوشیاں ایسے احساسات اور ذہنی کیفیات کا نام ہے جس میں انسانی زندگی میں خوشگوار جذبات پیدا ہوتے ہوں۔ ماہر نفسیات و صحت نے خوشیوں کی چار حصوں میں درجہ بندی کی ہے۔

پہلا درجہ یہ ہے کہ جس میں خوشیاں مادی اشیاء سے ملتی ہیں۔ دوسرا درجہ ان خوشیوں کا ہے جو مقابلے میں کامیابی کی صورت میں حاصل ہوتی ہیں۔ تیسرا درجہ ان خوشیوں کا ہے جو اچھے کاموں کی وجہ سے انسان کا ذہن خوشیوں سے باغ باغ ہو جاتا ہے۔ آخری درجہ ماہرین نے ان خوشیوں کو دیا ہے جو انسان کے اندر سے جنم لیتی ہیں۔ عارضی خوشیاں حاصل کرنا آسان ہے۔ یہ عام طور پر مادی خواہشات، ذہنی نفسیات اور جسمانی لذت سے ملتی ہیں۔ مثلا لذیذ کھانا

کھانا، رنگین محفلوں میں شامل ہونا۔ یہ سب وقتی اور عارضی خوشیاں ہیں۔ جسے صرف وقتی satisfaction کہا جا سکتا ہے۔ جب کہ خوشیوں کی دوسری قسم ہمیشہ رہنے والی خوشیاں ہیں۔ جو روح کی پاکیزگی سے جنم لیتی ہیں۔ جب روح کو روحانی غذا ملتی ہے تو نہ صرف روح خود سکون میں آجاتی ہے بلکہ پورا انسانی وجود لمبے عرصے کے لیے روح کے زیر اثر آکر پر سکون ہو جاتا ہے۔ اس بارے قرآن پاک میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

"اے نفس مطمئنہ واپس چلو اپنے رب کی طرف۔ اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جاؤ میرے بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔"

دین اسلام میں جہاں مسلمانوں کے رسم و رواج کی حفاظت فرمائی ہے وہاں گیر مسلموں کو اپنی مذہبی و غیر مذہبی رسم و رواج قائم کرنے کی اجازت بھی فرمائی ہے۔ اسلام یہ اجازت بھی دیتا ہے کہ غیر مسلم بھی اپنے معابد اور کلائس میں اپنی مذہبی رسوم و رواج کو پورے اطمینان سے سرانجام دیں۔ اس مذہبی آزادی اور طرز عمل کی بنیاد قرآن پاک کے احکام اور آقا کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ ہے۔

شادی بیاہ کی رسمیں

اسلام نے سادگی کا درس دے کر شادی کے عمل کو آسان کر دیا، اور زنا کے قریب جانے سے بھی منع کر دیا کہ یہ بہت برا راستہ ہے، جبکہ شیطان نے اپنے گماشتوں کو استعمال کر کے رسومات اور تکلفات کے ذریعے شادی کو بہت مشکل اور زنا کو بے حیائی اور مادر پدر آزادی کو فروغ دے کر آسان کر دیا۔ شادی میں صرف دو چیزیں ہیں۔ ایک نکاح دوسرا ولیمہ اور وہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق لیکن آج دیکھا جاتا ہے کہ بارات اور مہندی کے لغویات کے ساتھ اب ویڈیو اور ہوٹلوں میں رات گئے تک محافل نے اس کو محض ایک شیطانی آوارہ گردی بنا دیا۔ سچ ہے کہ دولہا دلہن کا چہرہ بعد میں دیکھتا ہے اور ویڈیو والے پہلے۔ وہ ہوٹل میں اور گھر میں ایسے دندناتے پھرتے ہیں کہ جیسے یہ سب کچھ ان ہی کے لئے ہو رہا ہے۔ اس حالت میں ایسی شادیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دعوت دے رہی ہوں گی یا عذاب کو۔ ان میں بعض رسومات تو ایسی ہوتی ہیں کہ باقاعدہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیئے جنگ کے میدان گرم ہو جاتے ہیں۔ آتش بازی، بے جا فائرنگ، اسراف اور نمود و نمائش کے وہ مظاہرے ہوتے ہیں کہ الامان الحفیظ۔ مہندی کے رسم میں پڑوسیوں کی زندگی کو اجیرن کرنے کا اچھا خاصا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اپنے بے وقوفی پر فخر کیا جاتا ہے جیسا کہ ایک بے وقوف چودھری نے کہا کہ فلاں میرے ساتھ کیا مقابلہ کرے گا میرے گھر سے تو صرف ڈوم ستر ہزار روپے لے گئے ہیں۔ ہمیں آپ ﷺ کی بیٹی کی اور صحابیات کی شادیاں یاد رکھنی چاہیئے جس میں نہ صرف یہ کہ گناہوں سے بچت ہے بلکہ اس زندگی میں بھی سکھ اور آرام ہے۔

فوتگی کی رسمیں

ان میں بھی اسلام ضروریات کو پورا کرنے پر، تکلفات سے بچنے پر اور اہل صدمہ کے ساتھ تعاون اور ہمدردی پر زور دیتا ہے۔اس کے برعکس ہمارے رواج ان احکامات کے ضد پر جس کا نتیجہ ''خسر فی الدنیا والآخرۃ'' ہوتا ہے، زور دیتا ہے۔جنازے کے بارے میں حکم ہے کہ جب تیار ہو جائے تو اس میں دیر نہ کیا جائے۔جنازے کے بعد فوراً مردے کو دفنانے کا حکم ہے۔ تین دن تک اہل صدمہ کے ہاں چولہا نہ جلے اور اس کے پڑوسی اور برادری اس کا دکھ بانٹے اور ان کو کھلائے۔اس میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ رسمی چیزوں میں مرحوم کا ترکہ استعمال نہ ہو کیونکہ یہ ورثاء کا مشترکہ حق ہے جب تک سب اس سے خرچ کی اجازت نہ دے اس سے خرچ ناجائز ہے اور ورثاء میں نابالغ ہوں تو پھر تو اجازت ممکن ہی نہیں۔ مرحوم کا ترکہ ورثاء میں جلد سے جلد تقسیم کرنے کا اور سب کو اس پر قبضہ دلانے کا حکم ہے۔رسم قل، جمعراتوں اور چالیسویں میں بے بہا فضول خرچی اور بلا جواز خرچ کرنے کی شریعت میں اجازت نہیں ہے البتہ کوئی مرحوم کے لئیے اپنے مال سے کسی بھی وقت بلا تخصیص وقت وطریقہ ایصال ثواب کرنا چاہے تو اس کا بڑا اجر ہے۔اس میں پوشیدگی اختیار کرنا زیادہ مستحسن ہے۔مرد مردے کا مردانے حصے میں اور عورت کا زنانے حصے میں رکھنا ضروری ہے۔مردے پر آواز سے رونا، بین کرنا،ایسے انداز میں بات کرنا کہ لواحقین کا غم بڑھ جائے،جائز نہیں۔مرحوم کے لواحقین کے ساتھ اپنے علاقے کے لوگوں کو تین دن تک تعزیت کرنا چاہیئے۔اس سے زیادہ نہیں تاکہ ان کا غم مزید تازہ نہ ہو البتہ باہر کے لوگ تین دن کے بعد بھی پہلے دفعہ تعزیت کر سکتے ہیں۔تعزیت اس انداز سے کی جائے کہ اس سے لواحقین کی تسلی ہو اور صبر کا جو اجر ہے وہ ان کا ضائع نہ ہو۔

خلاصہ کلام

دین اسلام ایک مکمل ضابطہء حیات ہے۔ جو اہل اسلام کی اعتقادات و عبادات، خوشی و غمیاور نجی ومعاشرتی زندگی میں کامل رہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے چاہیے تو یہ تھا کہ ہر معاملہ میں شریعت سے رہنمائی لی جاتی۔ لیکن خوشی اور غم خاص طور پر دو ایسی چیزیں ہیں جن میں شریعت اسلامیہ کی حدود و قیود اور اسوہء رسول ﷺ کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ اور ان دو معاملات میں لوگ حد سے زیادہ افراط کا شکار ہیں۔خوشی وفرحت کے لمحات کو تہذیب و ثقافت اور نجی معاملات کا نام دے کر حیا باختہ، بے ہودہ اور شریعت سے متصادم ایسے افعال سرانجام دیے جاتے ہیں جن کی کسی مسلمان سے امید نہیں کی جاسکتی۔ خوشی اور غم کی کیفیت میں بھی مسلمان کا معاملہ کفار و مشرکین اور بے دین لوگوں سے یکسر مختلف ہے۔یہ شریعت کا پابند اور اسلامی روایات کا امین ہے۔ چونکہ عیدالفطر اور عیدالضحی اہل اسلام کے دینی تہوار اور خوشی کے دن

ہیں۔ تو خوشیکے ان پر مسرت لمحاتمیں شریعت کی پابندی ملحوظ رکھی جائے اور ان ایام میں شریعت کے احکاماور سنت نبوی ﷺ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر مسرت لمحات سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ رضائے الٰہی کو ملحوظ رکھا جائے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے دور جاہلیت کی اکثر رسوم کی اصلاح کی نہ کہ سب رسموں کو بالکل ہی ختم کر دیا۔ البتہ جو ظالمانہ رسوم ورواج تھے تو انہیں آپ ﷺ نے ختم کیا۔ یہ اہم نکتہ ہے کہ جسے اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور مروجہ رسوم ورواج کی بھرمار یہ ایک غیر متوازن رویہ ہے لہذا یہ بھی ناپسندیدہ امر ہے کہ ہر وقت کھیل تماشے میں ہی لگے رہو۔ اسلام میں جو رسم ورواج پیدا ہو گئے ہیں اسلام ان کی اصلاح کا تقاضا نہیں کرتا ہے بلکہ جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کو پسند کرتا ہے۔

****

مصادر ومراجع

1. القرآن الکریم
2. احمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ قرطبہ، مصر۔ ۲۰۱۴ء۔
3. ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ السنن، دار الکتب العلمیہ، بیروت
4. جے سموئیل، عہد نامہ عتیق کا تاریخی سفر، خاطر پرنٹرز، لاہور، ۱۹۹۴ء
5. کتاب مقدس عہد نامہ قدیم، احبار، بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور
6. کتاب مقدس عہد نامہ جدید، متی، بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور
7. ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، (دون السنۃ)، السنن، دار احیاء التراث العربی، بیروت
8. الجزری، ابو السعادات المبارک بن محمد الجزری، (1399ھ)، النہایۃ فی غریب الاثر، المکتبۃ العلمیہ، بیروت
9. حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، المستدرک، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ 1990ء
10. مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج، الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان
11. ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی، (1405ھ)، حلیۃ الاولیاء، دار الکتاب العربی، بیروت